روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | بدھ ۱۳ جمادی الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۲۰ نبوت ۱۳۷۰ ہش، ۲۰ نومبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۶۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفرت کی بجائے گہری دلی ہمدردی سے کام لیں

"تمام مجالس خدام الاحمدیہ اپنے کمزوروں اور بیماروں پر نگاہ رکھیں اور ان سے رابطہ مضبوط رکھیں ان سے ہمدردی اور محبت اور پیار کا سلوک کریں۔ ان کے غلط خیالات کو سختی اور نفرت سے ردّ کرنے کی بجائے گہری دلی ہمدردی سے ان کے دل و دماغ کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی ضرورت کے وقت ان کے مددگار ہوں اور حتی المقدور کوشش کریں کہ وہ کسی احساسِ محرومی کا شکار نہ رہیں۔" (ارشاد سیدنا امام جماعت احمدیہ الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مَیں اگر کسی کے لئے دُعا کروں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صاف نہیں وہ اس سے سچّا تعلّق نہیں رکھتا تو میری دُعا اس کو کیا فائدہ دے گی؟ لیکن اگر وہ صاف دل ہے اور کوئی کھوٹ نہیں رکھتا تو میری دُعا اس کے لئے نورٌ علیٰ نور ہو گی۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۴)

"ساری عزّتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ دیکھو بہت سے ابرار اخیار دُنیا میں گذرے ہیں۔ اگر وہ دُنیا دار ہوتے تو اُن کے گذارے ادنیٰ درجہ کے ہوتے کوئی اُن کو پوچھتا بھی نہ۔ مگر وہ خدا کے لئے ہوئے اور خدا ساری دُنیا کو اُن کی طرف کھینچ لایا۔ خُدا تعالیٰ پر سچّا یقین رکھو اور بدظنّی نہ کرو۔ جب اس کی بدبختی سے خُدا پر بدظنّی ہوتی ہے تو پھر نہ نماز درست ہوتی ہے نہ روزہ نہ صدقات۔ بدظنّی ایمان کے درخت کو نشو و نما ہونے نہیں دیتی بلکہ ایمان کا درخت یقین سے بڑھتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۴)

صاحب ایمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے میں لذّت محسوس کرتا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قبیلہ کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور کہا ہم لوگ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کچھ عالم بھجوا دیں جو کہ ہمیں قرآن کریم سکھائیں۔ آپؐ نے ان کی درخواست پر قرآن کریم کے ستر حفاظ ان کے ساتھ روانہ کر دیئے۔ ایک جگہ پہنچ کر اس شخص نے جو مسلمانوں کو لایا تھا اپنی قوم کے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کو لے آیا ہوں۔ اب تم ان کے قتل کا انتظام کرو

چنانچہ پہلے مسلمانوں سے ایک نمائندہ کو بھجوایا گیا جو قبیلہ کے سردار سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کو پیچھے سے نیزہ مار دیا گیا۔ اس کے بعد سب قبیلہ نے مسلمانوں کی جماعت پر وہ جو گاؤں سے باہر تھی حملہ کر دیا۔ اس وقت کی نسبت ایک شخص جو بعد میں مسلمان ہو گیا اور جو اس حملہ میں شریک تھا۔ بیان کرتا ہے کہ جب میں نے ایک مسلمان کے پیچھے سے نیزہ مارا تو اس نے زمین پر گرتے ہوئے کہا فزتُ و ربِّ الکعبہ

خانہ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس شہید ہونے والے میں گھبراہٹ اور بے چینی کے کسی قسم کے آثار نہ تھے۔ یہ شہید ہونے والے حضرت ابو بکرؓ کے غلام تھے۔ جو ہجرت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ شامل تھے۔ وہ راوی کہتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوئی کہ ان لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اور یہ لوگ وطن سے دور اپنے بیوی بچوں سے دور ہیں، اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے دور ہیں۔ لیکن ان میں کسی کے منہ سے یہ نہیں نکلتا کہ ہائے میں کہاں مارا گیا۔ اور کسی نے کوئی واویلا اور بے چینی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اگر کسی کے منہ سے کچھ نکلا تو یہ کہ خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ میں حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں نے ایک شخص سے جو کہ مسلمانوں کے متعلق زیادہ واقفیت رکھتا تھا اس بات

کا ذکر کیا کہ میں نے آج بہت عجیب قسم کا نظارہ دیکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہم جب کسی کو قتل کرتے تھے تو ہر ایک کے منہ سے یہ نکلتا تھا فزتُ و ربِّ الکعبہ کہ خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا کیا

باقی صفحہ ۵ پر

درخواست دعا

○ مکرم ملک محمد دین صاحب اسیر راہ مولیٰ آف ساہیوال کا (جو کہ آج کل سول ہسپتال ساہیوال میں زیر علاج ہیں) ۱۰ نومبر کو ہرنیا کا کامیاب اپریشن ہوا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ضعیف العمری کے ان ایام میں جملہ پریشانیاں دور فرمائے اور سب اسیران راہ مولیٰ کو معجزانہ رہائی دلائے۔

○ مکرم مرزا محمد اقبال صاحب مربی سلسلہ (کارکن ادارہ الفضل) کے گردے کا اپریشن مکرم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب نے ۱۰ نومبر کو راولپنڈی میں کیا ہے۔

○ مکرم مولانا محمود احمد صاحب چیمہ مربی انچارج انڈونیشیا کی اہلیہ صاحبہ کا ربوہ اور فیصل آباد میں دو دفعہ اپریشن ہو چکا ہے اور پتہ سے پتھریاں نکالی گئی ہیں۔ لیکن ابھی تک مکمل صحتیابی نہیں ہوئی

○ محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ جگر کی خرابی کے عارضے سے سخت بیمار ہیں۔ کسی دوائی سے آرام نہیں آ رہا تکلیف زیادہ ہے اب علاج کے لئے کراچی لے جایا جا رہا ہے

○ محترمہ بشیراں بیگم صاحبہ والدہ ڈاکٹر مبارک احمد صاحب طاہر حافظ آباد علیل ہیں۔ اور گنگا رام ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔

○ مکرم محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ کی والدہ محترمہ بیمار ہیں۔

○ مکرم خلیل احمد صاحب چوہدری مربی سلسلہ تخت ہزارہ کے بازو پر ٹیکہ لگوانے سے انفیکشن ہو گیا تھا اب اس بازو کا اپریشن ہوا ہے۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰ر نبوت ۱۳۷۰ ہش ۲۰ر نومبر ۱۹۹۱ء

حضرت امام کے خطبات

جن لوگوں کی منزل ایک ہو ان کا راستہ بھی ایک ہوتا ہے۔ راستے اس منزل تک پہنچنے کے لئے بے شک کئی ہوں لیکن سب سے چھوٹا اور سب سے آسان راستہ ایک ہی ہوتا ہے کیونکہ سیدھا خط ہی سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس ایک راستے پر سب کو اکٹھے چلنا چاہیئے اور قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہیئے۔ صرف اسی صورت میں سب لوگ منزل پر پہنچ سکیں گے۔

ہماری بھی ایک منزل ہے۔ ہمارا بھی ایک راستہ ہے۔ ہمیں بھی اکٹھے ہو کر چلنا ہے۔ اور قدم سے قدم ملانا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ منزل پر پہنچنا ہمارا مقدر ہو چکا ہے لیکن مقدر بھی کوئی ایسی چیز نہیں کہ لوگ اس کے مطابق نہ رہیں اور پھر بھی مقدر کو پالیں۔ ایسے مقدرات بھی ہیں جن کے لئے کوشش کرنا شرط ہے اور کوشش بھی صحیح خطوط پر۔ اگر کوشش تو کی جائے لیکن غلط خطوط پر تو وہ نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔ پس باوجود اس کے کہ منزل پر پہنچنا ہمارا مقدر ہے۔ ہمارے لئے کوشش کرنا بھی لازم ہے۔ اور کوشش بھی صحیح خطوط پر۔

ہم سب کو قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے۔ نظر ایک ہی سمت رکھنی ہے اور ارادہ بھی ایک جیسا مضبوط رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہم ایسا کس طرح کر سکتے ہیں۔ ہماری کوشش کے خطوط کیا ہیں اور ہمیں کن باتوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہماری منزل جو متعیّن ہو چکی ہے اس تک پہنچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک آواز پیدا کی ہے۔ ایک رہنمائی کرنے والا سالار دیا ہے جو سالارِ کارواں ہے جس کے ساتھ قدم بہ قدم چلنا ہے۔ وہ ہماری سمت درست رکھتا ہے۔ وہی ہماری رفتار متعیّن کرتا ہے اور گویا ہاتھ میں ہاتھ لے کر آگے بڑھاتا ہے۔ اور وہ ہے ہمارا امام۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا جانشین۔ اس وقت حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ اور حضور اپنی اسی راہنمائی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم سب کو حضور پرنور کے خطبات سے اپنے آپ کو جوڑ لینا چاہیئے۔ اب ساری دنیا میں یہ خطبے پہنچ رہے ہیں۔ دنیا بھر کی احمدیہ جماعت ان سے رہنمائی حاصل کرتی ہے۔ اپنی سمت درست رکھتی ہے۔ اور سب کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ سب کی ایک جیسی تربیت ہو رہی ہے۔ سب کی روح کا حلیہ ایک جیسا ہو رہا ہے اور سب کے دل کا رنگ ایک جیسا ہو رہا ہے۔ یہی بات ساری دنیا میں ایک اُمتِ واحدہ بنانے کا باعث بن رہی ہے۔

روشن روشن اس کا جلوہ آنکھوں کی قندیل
لگتا ہے ہر چیز زمانے کی ہے اک تمثیل
فطرت کی ہر بات حسیں ہے ذرّے ہوں کہ تارے
نیلے گنبد والے منصف کی دیکھو تعدیل

ـــــــ ابوالاقبال

○

جو اُس سے مانگا۔ خدا نے عطا کیا تو ہے
ہمارے دل کی تمنّا وہ جانتا تو ہے

ہماری نظروں سے رہتا ہے وہ نہاں، لیکن
وہ اپنے بندوں کو ہر آن دیکھتا تو ہے

کبھی نہ غیر سے اُمید تھی وفا کی ہمیں
سروں پہ سایۂ رحمت کا آسرا تو ہے

نہیں چراغ کی حاجت ہمیں، کہ اپنے پاس
نہ بجھ سکا کسی آندھی سے وہ دِیا تو ہے

زباں پہ پہرا بٹھا بھی دیا گیا تو کیا
فلک کے پار جو جاتی ہے وہ صدا تو ہے

دلوں کے بھید سے واقف ہے وہ علیم و خبیر
مگر وہ چاہنے والوں کو آزماتا تو ہے

رہِ وفا کے اسیرو! تمہیں مبارک ہو
تمہیں خزانۂ صبر و رضا مِلا تو ہے

عطا کیا ہے خدا نے تمہیں وہ عزمِ جلیل
غمِ جہان کو یکسر بھلا دیا تو ہے

حیات نام ہے مر مر کے زندہ رہنے کا
حوادثات سے یہ اک سبق مِلا تو ہے

فقیہہِ شہر کے فتووں کا غم نہ کر نادرؔ
سروں پہ داورِ محشر مرا خدا تو ہے

نادرؔ قریشی

وفات یافتہ بزرگوں کو تحریک جدید میں شامل کریں

اگر آپ اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہتے ہیں اور ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں تو اپنے وفات یافتہ بزرگوں کی طرف سے بھی چندہ تحریک جدید ادا کرنے کا اہتمام فرما کر اس صدقہ جاریہ میں ان کو شریک کریں۔ یہ آپکی احسان شناسی ہوگی۔ اس میں ہر دفتر کے بزرگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے صرف دفتر اوّل کی تخصیص پر حصر نہ کیا جائے۔ (وکالت مال اوّل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقینِ عمل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں۔

کہتے ہیں پرانے زمانے میں ایک بادشاہ تھا وہ ایک دفعہ کہیں جارہا تھا کہ اس نے راستے میں دیکھا ایک بڈھا ایک درخت لگارہا ہے مگر وہ درخت ایسا تھا جو بیسیوں سال کے بعد پھل دیتا تھا۔ بادشاہ اسے دیکھ کر کہنے لگا بڈھے! تمہاری عقل ماری گئی ہے تم اسی نوے سال کے ہوگئے اگر تم اس سال نہ مرے تو اگلے سال مر جاؤ گے۔ مگر تم درخت وہ لگا رہے ہو جو بیس پچیس سال کے بعد پھل دیتا ہے یہ تم کیا کر رہے ہو۔ بڈھے نے کہا بادشاہ سلامت! آپ بادشاہ ہو کر کیسی غیر معقول بات کر رہے ہیں۔ ہمارے باپ دادا نے درخت لگائے اور ہم نے ان کے پھل کھائے۔ اب ہم درخت لگائیں گے اور ہماری اولادیں ان کا پھل کھائیں گی۔ اگر ہمارے باپ دادا یہ قربانی نہ کرتے اور وہ بھی یہی کہتے کہ ہم کیوں درخت لگائیں ہم انہیں کیوں پانی دیں ہم کیوں ان کی نگہداشت کریں اور کیوں ان پر محنت کریں تو ہم ان درختوں کے پھل کہاں سے کھاتے اسی طرح ہم اگر اس خیال میں رہیں گے کہ ہم نے تو مر جانا ہے اب ہم نے درخت لگا کر کیا کرنا ہے تو ہماری اولادیں ان درختوں کا پھل کہاں سے کھائیں گی۔ بادشاہ کو اس بڈھے کی یہ بات بہت ہی پسند آئی اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ زہ۔ یعنی تم نے کیا ہی اچھی بات کہی۔ اور بادشاہ نے یہ حکم دیا ہوا تھا کہ جب میں کسی بات سے خوش ہو کر "زہ" کہوں تو اسے فوراً دو ہزار درہم انعام دے دیا جائے گا۔ اس کے وزیر کے پاس ہمیشہ ایسی تھیلیاں رہتی تھیں۔ جونہی بادشاہ نے کہا "زہ" تو وزیر نے جھٹ دو ہزار درہم کی تھیلی اس بڈھے کے سامنے رکھ دی۔ بڈھے کے ہاتھ میں جب روپیہ آیا تو وہ کہنے لگا بادشاہ سلامت! ابھی آپ طعنے دے رہے تھے تم نے اس درخت کا پھل تھوڑا کھانا ہے تو تو اس وقت تک مرجائے گا اور تیری اولادیں اس کا پھل کھائیں گی حالانکہ اگر میری اولادیں اس کا پھل کھائیں تب بھی میں ہی اس کا پھل کھاتا مگر میں نے تو یہ درخت لگاتے لگاتے اس کا پھل کھالیا۔ بادشاہ کے منہ سے پھر نکلا "زہ" یعنی کیا ہی اچھی بات کہی ہے۔ اور وزیر نے جھٹ ایک دوسری تھیلی دو ہزار درہم کی اس کے سامنے رکھ دی۔ پھر بڈھا کہنے لگا دیکھئے بادشاہ سلامت! آپ کیا اعتراض کرتے تھے۔ لوگ تو درخت لگاتے ہیں اور کئی سال کے بعد جب اس کا پھل پیدا ہوتا ہے تو سال میں صرف ایک دفعہ اس کا پھل کھاتے ہیں مگر میں نے تو ایک گھنٹے میں اس کا دو دفعہ پھل کھالیا۔ بادشاہ کہنے لگا "زہ" اور وزیر نے جھٹ ایک تیسری تھیلی دو ہزار درہم کی اس کے سامنے رکھ دی۔ پھر بادشاہ اپنے وزیر سے کہنے لگا۔ چلو یہاں سے۔ یہ بڈھا تو ہمیں لوٹ لے گا۔ تو حق یہی ہے کہ قربانیاں ہی ہیں جو اچھا پھل لاتی ہیں یہ ہے تو ایک لطیفہ مگر حقیقت یہی ہے کہ قربانی کرنے والے وقت سے بہت پہلے اپنی قربانی کا پھل کھا لیتے ہیں۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ انہیں ان کی قربانی کا پھل ملنے والا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جو عرش سے ان کی قربانیوں کو دیکھتا ہے ان کو ان کا پھل کھلا دیتا ہے۔ مکہ میں جو لوگ قربانیاں کرتے رہے تھے کب ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات آسکتی تھی کہ عنقریب وہ اس کا پھل کھالیں گے وہ اسی۔ نوے یا سو آدمیوں کی جماعت جو ہر روز لوگوں کے ظلموں کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ جنہیں پتھروں پر گھسیٹا جاتا تھا۔ جنہیں کوڑے مارے جاتے تھے۔ جن میں سے بعض کو قتل بھی کر دیا جاتا تھا۔ اور جنہیں آخر اپنا گھر بار چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جانا پڑا کب وہ اس بات کا قیاس بھی کر سکتے تھے کہ ہم لوگ اپنی زندگی میں اپنی ان قربانیوں کا پھل کھالیں گے۔ لیکن یہ اسی۔ نوے یا سو آدمیوں کی جماعت جسے تیرہ سال کفار نے ظلموں کا تختۂ مشق بنائے رکھا مدینہ میں ابھی دو سال نہیں گذرے تھے کہ اس کے ہاتھوں سے اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا دشمن تہ تیغ ہوگیا۔ اور وہ جو روزانہ ان پر ظلم کرتے اور انہیں قسم قسم کے دکھ پہنچایا کرتے تھے۔ ان کا نام و نشان تک مٹ گیا بدر کی جنگ میں جو کچھ ہوا۔ مکہ کی زندگی میں مسلمانوں کا وہم اور خیال بھی اس طرف نہیں جا سکتا تھا پھر ابوجہل کے متعلق ان میں کوئی شخص یہ قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اس طرح لڑائی کے میدان میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔ اور اسے مارنے والے مدینہ کے دو چھوٹے چھوٹے لڑکے ہوں گے۔ مگر تیرہ سال ظلم سہنے کے بعد ایک چھوٹی سی جماعت میں اتنا جوش پیدا ہوگیا کہ انہوں نے اپنے دشمن کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اور وہی لوگ جو ذلیل سمجھے جاتے تھے دنیا میں عزت کے ساتھ دیکھے جانے لگے۔ اس کی آخر کیا وجہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے قربانیاں کیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی قسم کی قربانی پیش کرنے سے گریز نہ کیا۔ وہ خدا کے نام کی عزت کے لئے مر گئے اور جب انہوں نے خدا کے نام کی عزت کیلئے مرنا قبول کیا تو خدا نے کہا کہ اب میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تمہیں ذلیل اور رسوا ہونے دوں وہ سب کے سب کیا مرد اور کیا عورتیں کیا بچے خدا تعالیٰ کے دین کیلئے ہر قسم کی موت خوشی سے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔ انہوں نے کہا ہم خدا کے لئے ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم خدا کے لئے ہر قسم کی ذلت برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں ہم خدا کے لئے ہر قسم کی موت برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تب خدا نے کہا اب میری غیرت بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ میں تمہیں ذلت اور رسوائی سے مرنے دوں۔ میں تمہیں زندہ رکھوں گا اور عزت سے زندہ رکھوں گا۔

کیا ہی خوشی کا مقام ہوتا تھا ان کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں کسی تکلیف کا برداشت کرنا اور کس مسرت سے وہ ان مصائب کو برداشت کیا کرتے تھے۔ اس کے لئے حضرت عثمانؓ بن مظعون کا ایک واقعہ نہایت ہی دردناک اور ایمان افروز ہے میں نے یہ واقعہ پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے جو اس امر کو واضح کرتا ہے کہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں کس خوشی سے تکالیف برداشت کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون ایک بہت بڑے رئیس کے لڑکے تھے ان کا باپ بچپن میں فوت ہوگیا تھا۔ اور وہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ مسلمان ہوگئے مکہ میں جس طرح اور مسلمانوں پر ظلم کئے جاتے تھے اسی طرح عثمانؓ بن مظعون کو بھی مختلف مظالم کا تختۂ مشق بنایا جاتا تھا۔ آخر ایک دفعہ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے جائیں چنانچہ وہ اس ارادے سے جارہے تھے کہ انہیں ایک رئیس نے دیکھ لیا جو ان کے باپ کا دوست تھا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ عثمان! کہاں کی تیاریاں ہیں انہوں نے کہا مکہ والوں کے ظلم سے تنگ آکر میں حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جارہا ہوں۔ وہ رئیس چونکہ ان کے باپ کا دوست تھا اس لئے کہنے لگا۔ عثمان میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تو مکہ چھوڑ کر چلا جائے۔ میں تیرے باپ کو کیا منہ دکھاؤں گا تو آج سے میری پناہ میں آجا۔ تجھے مکہ والے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔ عربوں میں دستور تھا کہ جب ان میں سے کوئی شخص کسی کو اپنی پناہ میں لے لیتا تو پھر اس پر کوئی شخص ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا! عام طور پر دستور یہ تھا کہ خانہ کعبہ کی مسجد میں جا کر اعلان کر دیا جاتا کہ میں فلاں کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ اس دستور کے مطابق وہ بھی خانہ کعبہ کی مسجد میں گیا اور اس نے اعلان کر دیا کہ عثمان آج سے میری پناہ میں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ ان پر ہاتھ اٹھائے۔ ایک دن وہ بازار میں سے گذر رہے تھے کہ انہوں نے بعض غلام صحابہ کو دیکھا کہ ان کے پاؤں میں رسیاں بندھی ہوئی ہیں لڑکے انہیں پتھروں پر گھسیٹ رہے ہیں۔ انہیں مارتے جارہے ہیں اور انہیں کہتے ہیں تم کہو لات اور عزیٰ بھی اپنے اندر خدائی صفات رکھتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ کی پناہ) جھوٹے ہیں۔ مگر وہ اس کے جواب میں یہی کہتے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں عثمانؓ نے جب ان کی قربانی دیکھی تو اسی وقت واپس لوٹے اور اس رئیس سے جاکر کہنے لگے اپنی پناہ واپس لے لو۔ اس نے کہا کیوں؟ کیا تمہارا دماغ پھر گیا ہے اگر میں نے پناہ واپس لے لی تو تمہیں سخت تکلیف پہنچے گی۔ وہ کہنے لگے ہاں یہ مجھے معلوم ہے۔ مگر میں نے آج اپنے بھائیوں کو اس طرح مظالم کا شکار ہوتے دیکھا ہے اور میری غیرت اس امر کو برداشت نہیں کر سکتی کہ میں تو تمہاری پناہ میں رہوں اور وہ لوگ تکلیفیں اٹھائیں۔ جو ان کا حال ہے وہی میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں چنانچہ اس نے پھر خانہ کعبہ کی مسجد میں جاکر اعلان کر دیا کہ اے لوگو! میں نے عثمانؓ سے اپنی پناہ واپس لے لی ہے۔ اب میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ کچھ دنوں کے بعد حج کا موسم آیا اور عرب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں یہ قاعدہ تھا کہ حج کے موقعہ پر مکہ میں بڑے بڑے خطیب اور شعراء اکٹھے ہوتے جو لیکچر دیتے اور اشعار سناتے۔ عرب کے ایک مشہور شاعر لبید گذرے ہیں جنہوں نے بعد میں اسلام بھی قبول کر لیا تھا وہ اس موقعہ پر ایک بہت بڑی مجلس میں اپنا قصیدہ سنا رہے تھے۔ اور تمام رؤسا واہ واہ کہہ رہے تھے۔ لبید اس زمانہ میں عرب کے بہت بڑے شاعر سمجھے جاتے تھے شعر سناتے سناتے انہوں نے ایک مصرعہ یہ پڑھا

الاکل شیءٍ ما خلا اللہ باطل

یعنی سنو خدا تعالیٰ کے سوا دنیا کی سب چیزیں فانی ہیں۔ انہوں نے یہ مصرعہ پڑھا تو حضرت عثمانؓ کہنے لگے واہ۔ واہ۔ کیا اچھا مصرعہ ہے تم بالکل ٹھیک کہتے ہو کیونکہ اس مصرعہ میں توحید کا مضمون پایا جاتا تھا۔ وہ تصدیق کرنے سے رک نہ سکے۔ لبید یہ سنتے ہی بگڑ گئے اور انہوں نے کہا کہ اے مکہ کے لوگو! کیا تم میں اب کوئی ادب باقی نہیں رہا۔ میں بڑی عمر کا آدمی ہوں۔ اسی نوے سال میری عمر ہو چکی ہے۔ سارا عرب میرے اشعار کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتا ہے۔ اور میرا کلام اپنے اندر ایسے محاسن اور حکمتیں رکھتا ہے کہ سب لوگ اس کی قدر کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا تم سمجھتے ہو میرے کلام کو درست قرار دینے کے لئے ایک انیس سالہ لڑکے کا داد دینا کوئی وقعت رکھتا ہے۔ اور کیا وہ اگر میرے شعر کو درست قرار دے گا تو وہ درست ہو گا اور اگر وہ ٹھیک نہیں کہے گا تو وہ ٹھیک نہیں ہو گا اس لڑکے کا میرے اس مصرعہ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ ٹھیک ہے یہ بھی میری ہتک ہے۔ میرے شعر اس چھوٹے سے لڑکے کی تصدیق کے محتاج نہیں۔ چنانچہ سب نے اسے ڈانٹنا شروع کیا کہ لڑکے آرام سے شعر سن۔ درمیان میں تو کیوں بولتا ہے۔ وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے پھر اگلا مصرعہ پڑھا کہ

وکل نعیم لا محالۃ زائل!

اور ہر ایک نعمت یقیناً آخر تباہ ہو جائے گی۔ اب پھر عثمانؓ بول پڑے اور کہنے لگے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جنت ہمیشہ قائم رہے گی۔ جو شخص عثمان سے ایک مصرعے کو ٹھیک کہنے پر ناراض ہو گیا تھا آپ سمجھ سکتے ہو کہ جب اس کے دوسرے مصرعے کو جھوٹ کہہ دیا جائے تو وہ کس قدر ناراض ہوا ہو گا۔ اس نے شعر پڑھنے بند کر دیئے اور کہا میں کوئی شعر نہیں سناؤں گا۔ اب مکہ شریفوں کی جگہ نہیں رہا۔ اور یہاں کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ لوگوں میں جوش پیدا ہو گیا اور سب عثمان بن مظعون کو مارنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں اتنا مارا اتنا مارا کہ وہ لہولہان ہو گئے اسی دوران میں ایک شخص نے زور سے ان کی آنکھ پر گھونسہ مارا جس سے ان کی آنکھ کا ڈیلا نکل کر باہر آگیا اس مجلس میں وہ رئیس بھی موجود تھا جو حضرت عثمان بن مظعون کے والد کا دوست تھا ایک طرف اس پر اپنی قوم کا رعب تھا اور دوسری طرف اس کے اپنے ایک پرانے دوست (عثمان کے والد) سے جو تعلقات تھے وہ اسے یاد آگئے۔ اور اس نے خیال کیا کہ عثمان کا باپ اس سے کیسا حسن سلوک کرتا تھا۔ مگر آج اس کے بیٹے کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ اس شش و پنج کی حالت میں جیسے کسی کے نوکر بچے کو جب اس کے آقا کا کوئی لڑکا مارتا ہے تو ماں اپنے آقا کے لڑکے کو تو نہیں مار سکتی الٹا اپنے بچے کو مارتی ہے کہ تو وہاں کیوں گیا تھا۔ اور درحقیقت وہ محبت کی مار ہوتی ہے اسی طرح ان کے باپ کا وہ دوست غصے سے کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا عثمان! میں نے نہیں کہا تھا کہ تو میری پناہ سے نہ نکل، اب تھا تو وہ غصہ، مگر اس کا موجب وہ محبت تھی جو اسے اس کے باپ سے تھی۔ مطلب یہ تھا کہ تو میری پناہ سے نکلا تو آج تجھے بھی یہ دکھ دیکھنا پڑا کہ تیری ایک آنکھ نکل گئی۔ حضرت عثمان نے آگے سے جواب دیا کہ چچا! تم اس ایک آنکھ کا ذکر کرتے ہو۔ میری تو اس راہ میں دوسری آنکھ بھی نکلنے کے لئے تیار ہے۔

یہ وہ قربانیاں تھیں جو خدا تعالیٰ کے لئے انہوں نے کیں۔ اور پھر دو سال کے اندر اندر۔ ان کی تلواروں کے نیچے ان کے دشمنوں کی گردنیں آگئیں۔ اور وہی سردار جو رسیاں باندھ باندھ کر انہیں گلیوں میں گھسیٹا کرتے تھے۔ ایسے ذلیل ہو گئے کہ جس کی کوئی حد نہیں آج لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے ظلم کئے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کفار نے ان سے سینکڑوں گنا زیادہ ان پر سختیاں کی تھیں۔ وہ صحابہؓ جو غلام کہلاتے تھے۔ ان کی ٹانگوں میں رسیاں باندھ کر انہیں گلیوں میں پتھروں پر گھسیٹا جاتا تھا۔ اور انہیں اس قدر مارا اور پیٹا جاتا تھا کہ ان کا تمام جسم زخمی ہو جاتا تھا۔ اس زمانے میں مکہ میں کچے مکان زیادہ تھے۔ اور پکے کم تھے۔ اور جہاں کچے مکان زیادہ ہوں وہاں گلیوں میں پانی کی رَو روکنے کے لئے ایک خاص قسم کے پتھر رکھ دیئے جاتے ہیں جنہیں پنجابی میں کھنگر کہتے ہیں۔ قادیان میں بھی پہلے گلیوں میں اس قسم کے کھنگر ہوا کرتے تھے۔ اور یہ کھنگر اس لئے رکھے جاتے ہیں تاکہ پانی سے مکانات کو نقصان نہ پہنچے۔ ان پتھروں پر خالی بیٹھنا بھی مشکل ہوتا ہے مگر صحابہؓ کو ان پر گھسیٹا جاتا تھا اور اس طرح ان کو انتہا درجہ کی تکلیف پہنچائی جاتی تھی۔ ایک صحابی کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ ایک دوسرے صحابی کی پیٹھ دیکھی تو مجھے ان کا چمڑا ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ آدمی کا چمڑا نہیں بلکہ کسی جانور کا چمڑا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ کو یہ کوئی بیماری ہے۔ تو ہنس کر کہنے لگے یہ بیماری نہیں بلکہ ہمیں مکہ میں پتھروں پر گھسیٹا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے پیٹھ کا چمڑا ایسا سخت ہو گیا۔ مگر دیکھو پھر انہیں غلام صحابہؓ کو خدا تعالیٰ نے کیسی عزت دی۔ جب انہوں نے خدا تعالیٰ کیلئے قربانیاں کیں۔ جب لوگ انہیں کہتے کہ تم شرک کرو اور وہ بلند آواز سے کہتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جب لوگ انہیں کہتے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دو اور وہ کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کی اس قربانی کو آسمان سے دیکھتا اور وہ اپنے فرشتوں سے کہتا کہ جاؤ اور دنیا میں میرے ان بندوں کی ہمیشہ کے لئے عزت قائم کر دو۔ چنانچہ پھر وہ دن آیا جب خدا تعالیٰ نے ان کی عزت قائم کی اور مکہ کے رؤسا اور بڑے بڑے سرداروں کو ذلیل کر دیا۔

—— (اقتباس از) ——

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۲ء حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

واقعاتِ عالم

محترم شیخ عبد القادر صاحب لکھتے ہیں۔

اس زمانہ میں جبکہ بعض قبائل میں لڑکیوں کی پیدائش کو ایک عیب خیال کیا جاتا تھا اور جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے اگر کسی شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ تو اس کا چہرہ غم کے مارے سیاہ ہو جاتا تھا۔ اور وہ اپنی قوم سے شرم کے مارے چھپتا پھرتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت سختی کے ساتھ اس ظلم کا انسداد کیا اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کی کہ لڑکیوں کی پرورش خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے اجر کا موجب ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو خدا لڑکیاں دے اور وہ ان کی باحسن وجوہ پرورش کرے تو وہ لڑکیاں اس کے اور عذاب دوزخ کے درمیان آڑ بن جائیں گی۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو لڑکیاں پالیں وہ شخص اور میں جنت میں دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ایک دوسرے کے قریب ہونگے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو خدا نے لڑکی دی اور اس نے اس کو زندہ دفن نہ کیا اور نہ ذلیل سمجھا اور نہ اس پر لڑکے کو ترجیح دی وہ بہشت میں داخل ہو گا

یہ بھی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شے بازار سے لاؤ تو واجب ہے کہ اس کی تقسیم کی ابتداء لڑکی سے کرو کیونکہ جو کوئی لڑکی کو خوش رکھتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور آتش دوزخ اس پر حرام ہے۔

اب اس تعلیم کے ساتھ ساتھ آنحضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے بھی بتایا کہ لڑکی کس قدر و منزلت کی مستحق ہے۔ روایت ہے کہ جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آپکی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ آتیں تو آپ ان کو دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے جب سفر کو تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں ان سے ملتے اور واپس آنے پر سب سے پہلے ان سے ملاقات کرتے تاکہ جدائی کا عرصہ کم سے کم ہو۔ یہ تھا وہ اسوہ حسنہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کے احترام اور ان کی قدر و منزلت کے قیام کے لیے پیش فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصور احمد مبشر مربی سلسلہ گیمبیا

شور کے نقصانات — ایک سائنسی جائزہ

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ انہماک اور توجہ پیدا کرنے کے لیئے انسان کو تنہائی اور خموشی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ضرورت زندگی کے ہر میدان میں کارفرما ہے۔ طالب علم کو اپنے کام میں، مصنف کو اپنی تصانیف رقم کرنے کی خاطر، سائنسدانوں کو تحقیق اور موجدین کو اپنی ایجادات کی خاطر اس فطرتی امر کی ضرورت ہے اسی طرح ایک عابد زاہد اور خدا سے محبت رکھنے والے انسان کو عبادت اور ریاضت کی خاطر تنہائی اور خموشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انبیاء، اولیاء اور صالحین کی زندگیاں مثالوں سے بھری پڑی ہیں کہ عبادت الٰہی میں انہماک کی خاطر وہ ہمیشہ گوشۂ تنہائی کا سہارا لیتے رہے اور روحانی ترقی کے زینے طے کرتے رہے۔ تنہائی اور خموشی گویا ایک عظیم طاقت ہے جس کا صحیح اور حقیقی استعمال زندگی کے ہر شعبے میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔

قرآن کریم نے نماز تہجد کی خاطر رات کا وقت مقرر فرمایا ہے جس میں مکمل تنہائی اور خموشی میسّر ہوتی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام جنہیں، اللہ تعالیٰ نے بہتر رنگ میں قبول فرمایا اور انکی بہتر پرورش کا سامان کیا جن کی تربیت حضرت زکریا علیہ السلام نے کی، جب بھی حضرت زکریاؑ ان کے پاس محراب میں گئے وہاں ان کے پاس رزق موجود پایا۔ اسی طرح فرمایا کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام حالت قیام میں محراب میں نماز میں مشغول تھے۔ خدا کے فرشتوں نے انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی تھی۔ محراب عمارت یا گھر میں الگ مخصوص کردہ حصے کو کہتے ہیں جو تنہائی اور خموشی میسّر کرتا ہے۔ الغرض خموشی زندگی کے ہر شعبے میں ایک ایسا مفید اصول ہے جس کی افادیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خموشی کی ضد شور ہے جس میں ایک فساد اور منفی پن پایا جاتا ہے جن کی تفصیل معلوم کرنے کے لیئے حفظان صحت کے اصول طے کرنے والوں نے بہت محنت سے کام لیتے ہوئے مفید معلومات حاصل کی ہیں۔ شور انسانی زندگی پر کتنا بد اثر ڈالتا ہے۔ اس کا جاننا ایک عام انسان کے لیئے بہت ضروری ہے جو قارئین کے استفادہ کے لیئے درج ذیل ہے۔

ایک جرمن فلسفی نے کہا تھا کہ "شور دماغ کے عمل کو معطل کرتا ہے اور غور و فکر کا قاتل ہے"۔ یہ بات بڑی حد تک درست ہے کہ شور کو انسانی زندگی میں بہت حد تک دخل ہے اور جوں جوں انسانی زندگی تیز رفتار ہو رہی ہے شور کا عمل دخل بڑھ رہا ہے جو انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی زندگی پر کئی لحاظ سے اثر انداز ہوتا ہے۔ آج ہم جیٹ طیاروں، لاریوں اور مشینوں کے طرح طرح کے شور و غل اور کٹائی کی طرح طرح کی آریوں کی چنگھاڑ کے تمدن سے گذر رہے ہیں اور دنیا پُر شور ہو کر رہ گئی ہے۔ گھر سے باہر قدم رکھ کر دیکھیں دنیا پسٹن اور پنکھوں، پمپ اور کمپریسر، ایمپلی فائڈ میوزک اور سڑک پر گھومنے والے ٹائروں کے شور کا میدان کارزار بنی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے قدرتی جنگلوں کا یہی حشر ہے جہاں دن رات مشینیں کٹائی میں مصروف ہیں۔

شور بالفاظ دیگر قوت کی اضافی پیداوار ہے۔ جتنا زیادہ ہم قدرتی عناصر کو حرارت اور حرکت میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اتنا زیادہ شور پیدا ہوتا ہے۔ فرش کی صفائی کرنے والی مشینوں سے کر پنسل تراش حتیٰ کہ دانت صاف کرنے کا برش بھی شور پیدا کرنے والی چیزیں ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور میں ہم شور کی وجہ سے پیدا ہونے والی "ہوائی لہروں" میں کھو کر رہ گئے ہیں۔ ان لہروں کو ماپنے کے لیئے (db) DECIBELS کا پیمانہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جو آواز کی شدت ریکارڈ کرتا ہے۔ چنانچہ درخت کے پتے کی عام ہلنے کی رفتار کی پیمائش db ۱۰ ہم فٹ کے فاصلے پر کھسر پھسر کی پیمائش db ۲۰ اور عام گفتگو کی پیمائش تقریباً db ۶۰ ہوتی ہے۔ جب آواز کی پیمائش db ۷۰ - ۵۰ تک پہنچ جائے تو یہ "بری" لگنے لگتی ہے۔ اونچی آوازیں قدرت کے نظام میں شاذ ہیں تاہم انسانی زندگی میں بہت عام ہیں۔ لاری کا انجن db ۹۰، جیٹ طیاروں کا انجن db ۱۲۰، فرش کی صفائی کی مشین db ۸۰ اور ایک فوڈ پراسیسر db ۹۰ کی مقدار میں آواز یا شور کی اکائی پیدا کرتا ہے۔ ہمارے کانوں کے لیئے چونکہ یہ آوازیں "نئی" ہوتی ہیں اور کان کا خود کار نظام ایسا نہیں ہے کہ وہ خود کو بند کر سکے۔ لہٰذا تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ درد کی کیفیت عام لوگوں میں آواز کی شدت کے db ۱۲۰ تک پہنچنے پر شروع ہوتی ہے۔ لیکن اعصابی اور ہیجانی ردعمل تقریباً db ۲۰ پر شروع ہوتا ہے۔ شور انسانی جسم کے نظام کار کو معطل کر سکتا ہے، خون کے دباؤ کو بڑھاتا ہے، دل کی دھڑکن تیز ہوتی ہے، معدے کے لعاب کم ہوتے ہیں۔ ایڈرنلین جسم میں حل ہونے لگتی ہے پپوٹے سوج جاتے ہیں اور اعصاب تن جاتے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ شور سے انسان کی خوراک سے غذائیت حاصل کرنے کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں جسم کی کارکردگی کم ہو کر مختلف تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں۔

ایک انسان کو عام طور پر حقیقتاً یہ علم نہیں ہے کہ خموشی اصل میں کیا ہے۔ جس طرح خلاء میں ہوا کی غیر موجودگی کی وجہ سے سکوت ہے اسی طرح ہم آواز کی غیر موجودگی کو بادی النظر میں خموشی سمجھتے ہیں جو حقیقت میں اس طرح نہیں ہے۔ خموشی دراصل وہ قابلیت ہے جس کی بنیاد پر ہم آواز کو مکمل اور واضح طور پر سن سکتے ہیں۔ گویا جب ہمارے سر کے اندر کی آواز بیرونی آواز کے برابر ہو جائے تو اس حالت کا نام خموشی ہے۔ چھوٹے بچے خوب جانتے ہیں کہ خموشی کیا ہے۔ انہیں خالص توجہ کی ایسی قدرت ہوتی ہے جو بڑے کھو چکے ہوتے ہیں۔ انسان آج محض دولت جمع کرنے میں مصروف زندگی گذار رہا ہے اور جو کچھ جمع کرتا ہے اس کے نتیجے میں وہ خود اپنی دولت کا چوکیدار یا سنتری بن کر رہ گیا ہے۔ ہمارا دیہاتی تمدن اور ورثہ بھی کھویا جا رہا ہے اور ہم شور سے زیادہ خموشی سے کم آگاہی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

ان ساری باتوں کے باوجود ہم سب خموشی کا تصوّر رکھتے ہیں۔ ہم بلند سرسبز پہاڑوں کا تصور ذہن میں لاتے ہیں جن پر شہد کی مکھیاں نہایت ہلکی بھنبھناہٹ کرتی نظر آتی ہیں۔ ہم سخت سردیوں کی کسی برفانی رات کی مکمل خموشی میں سانس روکے ہوئے وقفے کا تصور بھی کرتے ہیں، یہ سب خموشی کے مختلف پہلو اور روپ ہیں خموشی ہمیں ترقی عطا کرتی ہے، بہادری کے خیالات اور صحت مند تصورات بخشتی ہے، ہمارے اعتماد کو تازگی عطا کرتی ہیں، جوانی میں حیات پھونکتی ہے اور تعمیری فیصلوں کی طاقت عطا کرتی ہے۔ اسکے بغیر ہم آدمیت کا پیمانہ کھو دیتے ہیں۔

بہت ممکن ہے کہ انسان پر کبھی ایسا وقت آئے کہ خصوصی قیام گاہوں کا انتظام کرنا پڑے جہاں کاروں اور میوزک کے کلچر کی اجازت نہ ہو یہ بھی ڈر ہے کہ ممکن ہے دنیا کا کوئی قانون انسان کو خموشی عطا نہ کر سکے اور ہم خوشی کے حصول سے مکمل طور پر ہاتھ دھو بیٹھیں۔ خموشی کے حصول کا نقصان ہماری اس قابلیت کا نقصان ہوگا۔ جس کے ذریعہ ہم لوگوں کو ان کی خوشی، غمی، خوف اور حیرت کی بناء پر پہچانتے ہیں۔ خموشی کے عدم حصول کی بناء پر ہماری قوت مشاہدہ کم ہو گئی ہے۔ صحت مند خیالات میں کمی واقع ہوئی ہے، عدم توجگی اور لاابالی پیدا ہو گئی ہے۔ قوت خطاب کمزور پڑ گئی ہے۔ اور ہر اس چیز میں بتدریج کمی ہوتی جا رہی ہے جو ہمیں مفید وجود بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

بقیہ: صدا سے آگے

مطلب ہے۔ کیا مر جانا کامیابی ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے کو مسلمان سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے کہا وہ دین جھوٹا نہیں ہو سکتا جس کے ماننے والے اپنی قربانی کو اس درجہ تک لے گئے ہیں کہ وہ موت میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں چنانچہ میں مسلمان ہو گیا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب ایمان آجاتا ہے تو انسان کو اپنی قربانیوں میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور انسان جتنی زیادہ قربانی کرتا ہے اتنی ہی زیادہ اسے لذت محسوس ہوتی ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ مارچ ۱۹۴۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آدابِ حیات

عیادت کے آداب

۱۔ بیماروں کی عیادت کرنے میں دوست دشمن۔ ایمان لانے والا، کافر، کسی کی تخصیص نہیں کرنی چاہیئے۔

۲۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور محبت کی خاطر بیمار کی عیادت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ کے لئے کسی کی عیادت کی جائے تو خدا تعالیٰ اپنے اس بندے پر بہت خوش ہوتا اور اسکی جزا خود بن جاتا ہے۔

۳۔ ایک بھائی کا حق ہے کہ وہ عیادت کرے۔

۴۔ عیادت صرف ایک بار ہی نہ کی جائے بلکہ جہاں تک ہو سکے بیمار کی تیمارداری اور مزاج پرسی کے لئے دوبارہ بھی جایا جائے۔

۵۔ صبح اور شام کے اوقات میں عیادت کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

۶۔ مریض کی عیادت کے لئے جب جایا جائے تو اسکے پاس بیٹھ کر اسے تسلی دی جائے اور محبت کے ساتھ اس سے گفتگو کی جائے اور اچھی باتوں کے ساتھ اس کا دل بہلایا جائے۔ کیونکہ بیماری میں انسان بہت حساس ہو جاتا ہے۔ اسکے جذبات بہت نازک ہوتے ہیں ایسی صورت میں اپنے ہمدرد دوست کی تسلی اور تشفی کے چند الفاظ بھی اسکی مرض اور تکلیف کی شدت کو کم کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔

۷۔ مریض کی جب عیادت کی جائے تو اسکے ہاتھ اور اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھکر اسکو تسلی دی جائے۔

۸۔ مریض کی عیادت کے لئے جب جایا جائے تو اسکی صحت یابی کے لئے دعا مانگی جائے

۹۔ مریض کی جب عیادت کی جائے تو اس کی توجہ دعا کی طرف بھی پھرائی جائے۔

۱۰۔ مریض کو چاہیئے کہ وہ بے صبری کے کلمات نہ کہے اور نہ ہی موت کی تمنا کرے اور زندگی سے مایوس نہ ہو۔

۱۱۔ مریض کی شفایابی کے لئے جہاں اسکی عیادت کے وقت دعا کی جانی چاہیئے وہاں اس مریض کے لئے غائبانہ دعائیں بھی مانگنی چاہیئں۔ کیونکہ خلوص دل سے مانگی جانے والی دعا اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے۔

۱۲۔ عیادت کے وقت اپنے بیمار بھائی پر دم کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن دم اور درود کو پیشہ اور کمائی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے۔

۱۳۔ بے ہوش آدمی کی بھی عیادت اور تیمارداری واجب ہے۔

۱۴۔ عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا جائز ہے

۱۵۔ مریض کے پاس اسکی طبیعت یا بیماری کے مطابق تحفہ پھل یا کھانا لے کر جانا بھی محبت و مؤدت کے تعلق میں مزید اضافہ کرتا ہے۔

۱۶۔ مریض کے پاس جا کر زیادہ باتیں اور شور نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر مریض کہے کہ میرے پاس سے اٹھ کر آپ چلے جائیں تو بغیر برا منائے اٹھ کر چلے جانا چاہیئے۔

اکرام والدین کے آداب

۱۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے قرآن مجید میں والدین کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے کی تاکید آئی ہے۔ حقوق العباد میں سب سے پہلا حق والدین کا آتا ہے۔ اور توحید کے حقوق کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا تاکیدی حکم آیا ہے۔

۲۔ والدین کی اطاعت کرنی چاہیئے اور ان کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر وہ خلاف احکامِ دین کوئی حکم دیں تو ان کی بات نہ مانی جائے۔

۳۔ والدین کی خدمت کی جائے۔ اگر والدین تنگ دست ہیں تو اپنی استطاعت کے مطابق ان کی ضروریاتِ زندگی کو بھی پورا کیا جائے

۴۔ والدین بہت عزت و اکرام کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے رحمت آمیز عجز اختیار کرنا چاہیئے۔

۵۔ والدین کے ساتھ ہمیشہ مؤدبانہ گفتگو کرنی چاہیئے۔ ان کیساتھ سخت کلامی نہیں کرنی چاہیئے۔ نہ اپنے منہ سے اور نہ ہی اپنے عمل سے انہیں دکھ دینا چاہیئے۔

۶۔ والدین کے آداب و احترام کے ضمن میں انسان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ ایسا طرزِ عمل اختیار کرے کہ دنیا والے بھی اس کے والدین کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئیں۔ اسے چاہیئے کہ وہ دوسروں کے والدین کی عزت و تکریم کرے ان کے ساتھ کبھی گستاخانہ کلام نہ کرے۔

۷۔ والدین کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق قائم فرماتے ہوئے ان کے لئے دعا بھی سکھائی۔ دعا یہ ہے۔

"اے میرے ربّ تو ان دونوں پر رحم فرما جسطرح انہوں نے رحمت و شفقت سے بچپن میں مجھے پالا ہے۔"

۷۔ والدین کے اقارب سے بھی حسن سلوک سے پیش آنا چاہیئے۔ اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ان کی مدد کرنی چاہیئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے اقارب سے محبت کرنے اور ان کی خدمت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

۹۔ والدین کے ساتھ دوستوں اور ملنے جلنے والوں کے ساتھ بھی نیک سلوک رکھنا چاہیئے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بہترین نیکی یہ ہے کہ والد کے تعلقات کو زندہ رکھا جائے۔ والد کے دوستوں کو چچا کے برابر اور والدہ کی سہیلیوں کو خالہ کے برابر سمجھا جائے۔

۱۰۔ والدین کی خدمت گذاری اور ان کی احسان مندی کا حق ان کی زندگی میں ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کی نیکیوں کو جاری و ساری رکھے اور ہمیشہ نیکی کی راہوں پر قدم مارے۔ تاکہ اولاد کی نیکی کا ثواب والدین کو بھی پہنچتا رہے۔ اور جنت میں ان کے درجات بلند ہوں۔ ان کے لئے بخشش کی دعا مانگتے رہنا چاہیئے۔

امۃ الرفیق

مکرم بشیر احمد ناصر صاحب

اپنے پیاروں کی وفات پر دل امڈ آتا ہے۔ آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ انسان صبر و ضبط کے باوجود جذبات کی شدت سے مغلوب ہو کر رہ جاتا ہے۔ سالہا سال ساتھ رہنے والے کے بچھڑ جانے کے بعد اس کی شدید کمی محسوس ہوتی ہے۔ ایک فرد کی وفات سے ایک خوش و خرم گھرانہ آناً فاناً اجڑ جاتا ہے۔ اس سے وابستہ ہر شخص غمزدہ اور غمگین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر صبر کی تلقین فرماتا ہے۔

میرے پیارے اباجان محترم بشیر احمد ناصر صاحب ۷ ار جنوری ۱۹۹۱ء بروز جمعہ امریکہ میں حرکتِ قلب بند ہو جانے سے داغِ مفارقت دے کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ والد محترم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ تلاوت و نظم بڑی خوش الحانی سے کرتے تھے۔ نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا نہ دشمنی والد محترم حسب توفیق تمام چندہ جات بر وقت ادا کرتے تھے۔ اپنی توفیق سے بڑھ کر عزیز و اقارب کا خیال رکھا۔ دوسروں سے محبت کا برتاؤ ان کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ ہر ایک کے دکھ درد میں برابر کے شریک تھے۔ قدرت نے ہمدردی کا وافر حصہ عطا کیا ہوا تھا۔ پہلے آپ میرے چچا جان تھے میں بہت چھوٹی تھی۔ جب آپ کے بڑے بھائی اور میرے اباجان محترم فضل الٰہی صاحب درویش قادیان اللہ کی راہ میں قربان ہو گئے۔ ہم دو بہنیں اور ایک بھائی تھے۔ اس وقت آپ نے ابھی میٹرک ہی کیا تھا۔ کہ ہماری ذمہ داری آپ پر سونپ دی گئی۔ آپ نے ہمارے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ اور کبھی بھی اپنے باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ ہماری ہر جائز خواہش کو بخوشی پورا کیا۔ اور بے انتہا پیار الفت دیا۔ آپکا دل محبت و الفت کا بہتا ہوا چشمہ تھا۔ جو اپنے اور پرائے کا امتیاز نہ جانتا تھا۔

آج یہ بابرکت ہمدرد وجود ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ موجودہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے دورۂ امریکہ کے دوران اباجان کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا۔ آپ کا جسم خاکی امریکہ سے پاکستان پہنچا اور ربوہ میں تدفین ہوئی۔ صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب ربوہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں قادیان میں تمہارے ابو جان کی قبر پر دعا کر کے آیا ہوں۔ اب جا کر بھی کروں گا۔

دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کے درجات بلند کرے۔ میری دادی جان کو اللہ تعالیٰ صبر و ہمت حوصلہ عطا کرے۔ انہیں اپنے دونوں بیٹوں کی وفات کا صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا کرے۔ میری والدہ کو صحت و سلامتی عطا کرے اور اہلِ خانہ کو صبر جمیل عطا کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۸۱۹۶ میں عطاء المنان حق ولد مرزا عبدالحق قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۱۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی حال جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۴-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ پچاس مارک ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے
العبد۔ عطاء المنان حق جرمنی۔ گواہ شد نمبر۱۔ مرزا عبدالحق والد موصی۔ گواہ شد نمبر۲۔ منور احمد باجوہ صدر جماعت پرم (جرمنی)۔

مسل نمبر ۲۸۱۹۷ میں یوسف قادر ولد عبدالقادر پیشہ تجارت عمر ۴۱ سال بیعت ۱۹۷۰ء ساکن ملائشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳-۱۱-۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) سرمایہ تجارت ۱۱۰۰۰/- ملیشین ڈالر (۲) حصہ مکان واقع تامل ناڈو انڈیا مالیتی ۳۰۰۰۰/- انڈین روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۷ M$ ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ یوسف قادر ملائشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ عبدالباسط ملائشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ زین العابدین بی حسن ملائشیا۔

مسل نمبر ۲۸۱۹۸ میں انوار الغنی سردار ولد سردار عبدالسمیع صاحب پیشہ طالب علم عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن U.S.A بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۷-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۵۰/- $ ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے
العبد۔ انوار الغنی U.S.A۔ گواہ شد نمبر۱۔ اعجاز احمد گلسن U.S.A۔ گواہ شد نمبر۲۔ غلام احمد فرخ U.S.A

مسل نمبر ۲۸۱۹۹ میں امۃ المتین بنت چوہدری محمد یوسف صاحب قوم راندھاوا پیشہ تعلیم عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ رام گڑھا شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰-۳-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ امۃ المتین بنت چوہدری محمد یوسف محلہ رام گڑھا شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ مبشر منظور سیکرٹری مال شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ افضال احمد رؤف مربی سلسلہ

مسل نمبر ۲۸۲۰۰ میں ثریا بی بی زوجہ مبارک احمد ناصر قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سید والا P.O خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹-۷-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی دس تولہ مالیتی ۳۷۰۰۰/- روپے۔ (۲) حق مہر ۱۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ ثریا بی بی زوجہ مبارک احمد ناصر سید والا ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر۱۔ میاں منور احمد بمقام سید والا ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ مبارک احمد ناصر خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۲۰۱ میں شازیہ محمود صاحبہ بنت چوہدری منظور احمد صاحب قوم راجپوت منہاس پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر ۲۹ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱-۸-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے طلائی زیورات وزنی ۲ تولہ ۴ ماشہ ۴ رتی مالیتی ۸۱۰۰/- روپے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ شازیہ محمود کوارٹر نمبر ۲۹ صدر انجمن احمدیہ ربوہ گواہ شد نمبر۱۔ منظور احمد چوہدری والد موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد زاہد مربی سلسلہ ۲۳/۱۷ دارالعلوم جنوبی۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم ایم ایس ناصر صاحب چندہ کے جٹاں ضلع سیالکوٹ کے بیٹے مسعود احمد طاہر (واقف نو) جنکی عمر تقریباً ۳ ۱/۲ سال ہے کا دائیں ہاتھ کا انگوٹھا کٹ گیا ہے۔ بچہ بہت تکلیف میں ہے۔

○ مکرم ملک نذیر احمد صاحب اعوان آف بوچھال کلاں دماغی امراض میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم مولوی محمد اسلم صاحب بٹ آف احمد نگر آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔

احباب انکی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ ہم ہر قیمت پر ملک میں سیاسی استحکام لائیں گے ہم نے ملک کے معاشی ڈھانچے میں دوبارہ جان ڈال دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے بیرونی سرمایہ کاری کو قانونی تحفظ دیا ہے اب اسے آئینی تحفظ بھی دیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۰۸ صنعتی یونٹ نجی تحویل میں دیئے جا چکے ہیں۔ حکومت نج کاری کا عمل جلد مکمل کرنا چاہتی ہے۔

○ جھنگ میں گزشتہ روز چھ افراد کی ہلاکت کے بعد غیر معینہ مدت کے لئے کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ ان افراد کی ہلاکت کے بعد احتجاجی جلوس نکالا گیا جس کو پولیس نے آنسو گیس پھینک کر منتشر کر دیا۔ تمام تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے۔ مارکیٹوں اور بنکوں میں کوئی کاروبار نہیں ہوا۔ شہر میں قابو پانے کے لئے پنجاب کانسٹیبلری کے مزید دستے طلب کر لئے گئے۔ اعلیٰ حکام نے جھنگ پہنچ کر صورت حال پر قابو پایا۔

○ مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ آئی جے آئی سے استعفوں کا سیکس سکینڈل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

○ امریکی نائب وزیر خارجہ سے امریکی امداد کی بحالی اور دیگر موضوعات پر گفتگو کے لئے ایجنڈا تیار کر لیا گیا ہے۔ حکومتی ذرائع کا کہنا ہے کہ پرامن ایٹمی پروگرام پر دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا۔ امریکی امداد ۲۵ کروڑ ڈالر سے بڑھا کر ۵۰ کروڑ کر دینے کی پیشکش بھی متوقع ہے۔

○ پاکستان ریلوے کو نجی ملکیت میں دینے کے بارے میں مختصر تجاویز وزیراعظم کو بھجوا دی گئی ہیں ابتدائی طور پر لاہور نارووال سیکشن اور دوسرے مرحلے میں لاہور جڑانوالا اور لاہور فیصل آباد سیکشن نجی شعبے کے حوالے کئے جائیں گے۔

○ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سربراہ علامہ ساجد نقوی نے نئی سیاسی پارٹی بنانے کا اعلان کیا ہے جس کے نام کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

○ لاہور میں کار چھین کر بھاگنے والے ڈاکوؤں پر پولیس کی فائرنگ سے دو راہ گیر ہلاک ہو گئے۔ ڈاکو زندہ سلامت گرفتار کر لئے گئے۔ ڈاکوؤں نے کوئی فائرنگ نہیں کی۔ شہریوں کی ہلاکت پر شہریوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ پولیس نے آنسو گیس پھینکی اور لاٹھی چارج کیا۔ گزشتہ دس روز میں دن دیہاڑے ڈکیتی کی یہ تیسری واردات ہے۔

○ نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے کہ جب تک موجودہ قیادت موجود ہے حالات بد سے بدتر ہوتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم شجاع آباد میں پیپلز پارٹی کے جھنڈے دیکھ کر برہم ہو گئے چنانچہ سو سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

○ شارجہ کپ کی فاتح کرکٹ ٹیم کے لئے وزیراعظم نے پندرہ لاکھ روپے انعام کا اعلان کیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ اسلامی ملکوں کی تنظیم کے سیکرٹری جنرل جناب حامد الغابد نے اقوام متحدہ کی ان کوششوں کی حمایت کی ہے جو وہ افغانستان میں امن قائم کرنے کے لئے کر رہی ہے۔ تنظیم نے روس کے حکام اور افغان مجاہدین کے درمیان امن مذاکرات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم ۱۹۷۹ء سے اب تک افغان مجاہدین کی حمایت کرتی رہی ہے۔

○ سات بڑے صنعتی ممالک نے اپنے تین روزہ اجلاس میں سوویت یونین کو نئے قرضے دینے کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ ان ممالک کا کہنا ہے کہ نئے قرضے دیئے جانے سے قبل اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سوویت یونین پرانے قرضے واپس کر دے گا۔ ان ملکوں کا کہنا ہے کہ روسی جمہوریتوں میں خود مختاری کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ایک ریاست استھونیا نے کہا ہے کہ اس کے ذمے ۴۰ء کروڑ ڈالر کا قرضہ بنتا ہے جو وہ ادا کرنے کے لئے تیار ہے چار بڑی ریاستوں رشیا یوکرائن، بائیلو رشیا اور قازقستان نے بھی کہا ہے کہ وہ پرانے قرضوں میں اپنا حصہ ادا کرنے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ نئے قرضے ان کی منظوری کے بغیر نہ لئے جائیں۔ بصورت دیگر وہ نئے قرضوں کی ادائیگی کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

○ کویت کے امیر نے روس کے دورے کے دوران رشین فیڈریشن کے صدر مسٹر بورس ییلسن سے ملاقات کی۔

○ مصر کے صدر حسنی مبارک نے ویٹی کن میں پوپ جان پال دوم سے مشرق وسطیٰ میں امن کے مسائل پر مذاکرات کئے ہیں۔

○ لبنان میں دو مزید مغربی یرغمالیوں کو رہا کر دیا گیا ہے۔

○ صومالیہ میں ہنگاموں میں شدت آنے کے بعد نگران صدر علی مہدی روپوش ہو گئے ہیں۔

○ یوگوسلاویہ کے کروشیا کے قصبے میں محصور ساڑھے تین ہزار کروشیائی مسلح افراد نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ کئی ہفتوں سے محصور قصبے کے باشندوں کی حفاظت کی جائے۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر الفضل)

اعلانِ داخلہ

نصرت جہاں اکیڈمی کے جونیئر سیکشن میں داخلہ کے لئے انٹرویو ٹیسٹ ۷ دسمبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے سکول میں ہوگا۔

(i) PREP میں داخلہ کے لئے آنے والے طلباء کو کم از کم انگلش میں A TO Z (CAPITAL ALPHABET) تک اور اردو میں ا سے ے تک لکھنا آتا ہو۔

(ii) کلاس ONE سے کلاس FOUR تک داخلہ کے لئے چند طلباء کی گنجائش موجود ہے۔ ہر کلاس میں داخلہ کے لئے ٹیسٹ کا کورس پچھلی کلاس کے نصاب پر مشتمل ہوگا اور TEST صرف اردو، انگریزی، حساب کے مضامین کا ہوگا۔

(iii) PREP میں داخلہ کے لئے عمر ساڑھے چار سال سے ساڑھے پانچ سال تک ہونی چاہیئے۔ برتھ سرٹیفکیٹ داخلہ فارم کے ساتھ منسلک ہونا چاہیئے۔

داخلہ کے خواہشمند طلباء کے والدین اپنی اولین فرصت میں دفتر سے فارم اور پراسپیکٹس حاصل کریں۔

(چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن۔ ربوہ)

خریداران الفضل متوجہ ہوں

اندرون پاکستان الفضل کے خریداران کے خریداری نمبر تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ طبع شدہ چٹ پر جو خریداری نمبر درج ہے وہ نیا خریداری نمبر ہے۔ (مینیجر)

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکریم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی) کراچی
فون ۶۸۵۵۱۱
پروپرائیٹرز
میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز